۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارے چند قابلِ توجہ

قومی و ملّی مسائل

نظامِ عشر

اسلامی معیشت

اسلامی نظام کے نفاذ کا معاملہ

نظامِ تعلیم

مسئلہ افغانستان

فرقہ واریت اور قادیانیت

۲۳ر جون ۱۹۸۲ء بروز بدھ وفاقی مجلس شوریٰ کے بجٹ سیشن میں مولانا سمیع الحق صاحب نے بجٹ پر کی گئی تقریر میں اہم قومی و ملّی مسائل پر حکومت کو توجہ دلائی۔ تقریباً ایک گھنٹہ کی یہ تقریر من وعن ٹیپ ریکارڈ اور وفاقی کونسل کی مدد سے پیش ہے۔ "ادارہ"

نحمدہٗ ونصلی الیٰ رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا ممنون ہوں کہ مجھے موقعہ دیا۔ تقریباً نو دن سے میں منتظر تھا کہ وقت ملے اور اب تو وہ صورت ہے کہ ؎ چوں دور خسرو آمد مے در سبو نماند۔ جو اہم باتیں ہیں جو کہنے تھے مجھ سے پیشتر فاضل ارکان کہہ چکے ہیں۔ پھر اتنے دن بعد نہ وہ جوش و خروش قائم رہتا ہے۔ نہ وہ جذبہ کہ تکرار سی لگتی ہے۔ بہرحال میں چند ضروری معروضات پیش کروں گا۔ چونکہ اعداد و شمار اور حساب کتاب پیشہ ور شخص کا موضوع ہوتا ہے۔ تو میں ان تفصیلات میں بھی نہیں پڑتا۔ مگر اسلامی نقطہ نظر سے بجٹ کے متعلق مختصراً کچھ خیالات پیش کروں گا۔

۱۔ نظامِ عشر کا نفاذ اس سمت میں ایک نئی چیز ہے۔ جو ہمارے سامنے آئی، جو اس لحاظ سے ایک مستحسن اقدام ہے۔ کہ کچھ تو بات آگے بڑھ رہی ہے۔ اسلام میں ایک شعبہ نظامِ معاشیات کا ہے۔ اور نظامِ مالیات کو اسلامی خطوط پر استوار کرنا بھی ایک اسلامی مملکت کا بنیادی فریضہ ہے۔ مگر اس طرح نظامِ عبادات بھی ہے۔ تو ہمیں خوشی ہے کہ الحمدللہ نظامِ مالیات کو تو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کے اقدامات ہو رہے ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ نظامِ عبادات کو بھی قائم کرنا اسے پھیلانا وہ بھی حکومت کا فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وآتوا الزکوٰۃ سے پہلے اقیموا الصلوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ تو زکوٰۃ اور صلوٰۃ دونوں کا قیام بھی حکومت کا بنیادی فریضہ ہے۔ اس ضمن میں بعض لوگوں کی رائے یہ ہوتی ہے۔ کہ عبادات ایک نجی معاملہ ہے۔ حالانکہ عبادات کا قیام بھی حکومت کا اوّلین فریضہ ہے۔ ارشادِ باری ہے:

الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ ۔ وہاں بھی اللہ نے حکومت کی ذمہ داری قرار دی صلوٰۃ سے مراد سارا نظام عبادات ہے کہ وہ بھی اسی طرح لازمی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں کچھ لوگوں نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کیا تو حضرت صدیقؓ نے فرمایا واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ۔ کہ جو صلوٰۃ اور زکوٰۃ میں تفریق کرتا ہے میں ضرور اس کے ساتھ جہاد کروں گا۔ وہ صلوٰۃ کو تو مانتا ہے اور زکوٰۃ کا نظام نہیں قبول کرتا۔ اب اس سے یہ معلوم ہوگیا کہ جو نظام مالیات کو تو اہمیت دیتے ہیں (اور الحمدللہ خوشی کی بات ہے) اور نظام عبادات کو ثانوی حیثیت دیتے ہیں اور اسے عوام کی مرضی پر چھوڑتے ہیں۔ وہ بھی حضرت ابوبکرؓ کے قول کی بناء پر اسلام کے احکام کے نفاذ میں اس طرح تفریق کر رہے ہیں۔

عشر اور چند تجاویز

بہرحال نظام عشر کی طرف یہ پیش قدمی ایک قابل تعریف اقدام ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں کچھ واضح اقدامات اور مسودات ہمارے سامنے نہیں آئے بجٹ میں اجمالی ذکر ہے تو شاید وزیر خزانہ عشر کے بارہ میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو ملحوظ رکھ کر ان قوانین کو آخری شکل دیں گے۔ اس وقت بجٹ میں ہمارے سامنے جو عشر کا مسئلہ آیا ہے جبکہ عشر کے بارہ میں تفصیل ہے۔ کہ کچھ بارانی زمین ہوتی ہے۔ اور کچھ وہ زرعی جو ٹیوب ویلوں نہروں وغیرہ کے نظام آبپاشی سے سیراب ہوتی ہے۔ تو قدرتی وسائل بارش وغیرہ سے سیراب ہونے والی زمین کی پیداوار میں عشر ہے یعنی دس فیصد اور آبپاشی نہروں والی زمینوں میں ۵ فیصد یعنی نصف العشر اور یہاں صرف نصف العشر کو نافذ کیا گیا۔ اب اگر یہ خیال ہے کہ آدھا عشر ہم نے زمین کے مالک کی مرضی پر چھوڑ دیا کہ وہ از خود جسے چاہے ادا کردے تو یہ ایک اچھی بات ہے۔ اور احادیث میں اسکی گنجائش ہے کہ مالک اپنی مرضی سے دیدے لیکن اس حساب سے تو بارانی زمین والا عشر ۵ % بن جاتا ہے۔ لیکن آبپاشی کے نظام کے تحت جو زمینیں سیراب ہوتی ہیں اور ان پر اخراجات آتے ہیں تو ان پر بھی ہم نے نصف العشر ۵ فیصد لگا دیا تو یہ تو ہم نے گویا سارا عشر ان سے لے لیا۔ پھر انہیں از خود ادا کر سکنے کی رعایت نہ ملی گویا سو من میں نصف العشر کی رو سے پانچ من ہے، دس من نہیں اب اگر انہیں بھی آپ اختیار دیتے ہیں کہ آدھا وہ خود ادا کریں تو ان پر ڈھائی فیصد یعنی ڈھائی من لگنا چاہیے تھا۔ یہ اگر صرف بارش سے سیراب ہونے والی زمینوں کا حکم ہوتا پھر تو پانچ فیصد صحیح تھا کہ باقی پانچ فیصد وہ خود ادا کر دیتا۔ پھر بجٹ میں عشر سے پچیس فیصد اخراجات منہا کرنے والی بات بھی ہے تو بارانی پیداوار پر چونکہ اخراجات آبیانہ ٹیوب ویل وغیرہ کے نہیں ہوتے۔ تو پہلے سے اللہ تعالیٰ نے دس فیصد لگا دیا کہ بغیر زیادہ محنت اور اخراجات کے اسے گھر بیٹھے غلہ اور پیداوار حاصل ہوا پھر ایسی پیداوار سے ۲۵ % منہا کرنا سمجھ میں نہیں آتا اور جو ٹیوب ویلوں نہروں وغیرہ سے سیراب ہو رہے ہیں۔ ان کو اخراجات کے عوض پہلے سے اللہ تعالیٰ نے ۵ % کی چھوٹ دیدی ہے۔ بہرحال اس مسئلہ کو پورا واضح کر دینا چاہیے اور علماء و فقہاء

کی آراء و سفارشات کی روشنی میں آخری شکل دینی چاہئے کیونکہ ایک خالص دینی اور فقہی معاملہ ہے۔ اتنی گنجائش احادیث سے بھی نکل سکتی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: اذا خرصتم فخذوا۔ اگر تخمینہ لگاتے ہو تو لگاؤ۔ مگر آگے فرمایا فدعوا الثلث ۱/۳ حصہ چھوڑ دو۔ وان لم تدعوا الثلث فدعوا الربع۔ اگر ۱/۳ کو نہیں گھٹاتے ہو تو ۱/۴ گھٹا دو اس حدیث کے بارہ میں احناف اور امام ابوحنیفہ کی رائے تو یہ ہے کہ حضورؐ کے ارشاد کا تعلق ادائیگی عشر سے نہیں بلکہ حکومت اگر تخمینہ لگائے کہ اس کھیتی سے سو من غلہ پیدا ہوگا۔ تو اس تخمینہ میں بھی گنجائش رکھے۔ کیونکہ فصل کے جانے کا، پھل کے ضائع ہو جانے کا، امکان ہے تو تقریباً ۳۳ یا ۲۵ ٪ اس تخمینہ میں کم لگاؤ اور امام مالکؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا تعلق اخراجات سے ہے۔ کہ یا ۱/۳ فیصد یا ۱/۴ فیصد اخراجات کے منہا کر دوں۔ بہرحال اس معاملہ کو وزیر خزانہ صاحب ملحوظ رکھیں تو بہتر ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اکثر ائمہ کے ہاں عشر دینے والے کو اختیار ہے کہ وہ عشر قیمت کی شکل میں دے یا جنس کی ادائیگی کرے۔ اگر سو من میں دس من غلہ دینا چاہے تب بھی جائز ہے اور اگر دس من کی قیمت ادا کرے تب بھی اس کو اختیار ہے۔ تو یہاں بھی یہ صورتحال وضاحت طلب ہے اگر اختیار ہے تو بہتر ورنہ اختیار ہونا چاہئے۔ نقدی کا پابند کرانا مناسب نہیں کہ اکثر زمینداروں نے فصل فروخت نہ کی ہو تو ان کے لئے نقد ادائیگی مشکل ہو جاتی ہے اس وجہ سے شریعت نے اختیار دیا کہ وہ نقدی دے یا جنس دے۔

تیسری بات یہ ہے کہ عشر سے حاصل کردہ آمدنی اگر حکومت کسی ایک علاقہ سے حاصل کرکے دوسرے علاقے میں خرچ کرنا چاہے تو اس کا بھی جواز ہے۔ مگر افضل اور مستحب یہی ہے کہ جس علاقہ سے عشر حاصل کیا جائے اُسے اوّلاً اُسی علاقہ کے مستحقین اور فقراء میں تقسیم کر دیا جائے تو حکومت اس بات کو بھی ملحوظ رکھے کہ حکومت جن علاقوں سے عشر لیتی ہے اُسے پہلے اُسی علاقہ کے مصارف عشر میں خرچ کر دے اس طرح اجناس کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے اور نقل و حمل کی دشواریاں بھی نہیں پیدا ہوں گی اور فالتو اخراجات بھی نہیں آئیں گے۔ ہاں جہاں ضرورت زیادہ ہے وہاں اختیار ہے حکومت کو کہ وہ اہم ضرورت کے مقامات کو منتقل کر دے مگر بہتر یہی صورت ہے۔

نفاذ عشر میں شیعہ سنی تفریق | چوتھی ایک بات جو عشر کے سلسلہ میں بڑی اہم ہے۔ یہ ہے کہ یہاں سے بہت سے ہمارے شیعہ دوست موجود ہیں ان میں سے بعض کی مجھ سے بات بھی ہوئی ہے۔ اور ان کی بھی یہی رائے ہے جو معتدل مزاج ہیں۔ ہاں سیاسی طالع آزما تو ہر جگہ ہوتے ہیں، ہم میں بھی ہیں اور لوگوں میں بھی ہیں۔ جو احکام شریعت کو اپنی سیاست کی طرف کھینچتے ہیں اور شریعت کو بھی سیاست کے تابع کرنا چاہتے ہیں۔ مگر یہاں کے معتدل اور سنجیدہ قسم کے افراد سادات گھرانے اور اہل شیعہ میں سے بعض نے خود مجھے کہا کہ ہم

اس نظام پر تو خوش نہیں ہیں کہ جو بھی اسلام کی طرف پیش رفت ہو، کوئی اقدام ہو تو ہم اس سے الگ رہ جائیں تو یہاں عشر کے بارہ میں بھی فارم ڈیکلیئر کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ مگر شیعہ حضرات کے ہاں بھی ایک نظام مالیات ہے۔ نظام عشر ہے اور نظام زکوٰۃ ہے۔ اب حکومت اگر اس سمت میں پیش قدمی کرتی ہے۔ تو یہ تو مناسب نہیں ہے۔ کہ معاشرہ کا کچھ حصہ ایسے ہر معاملہ میں پیچھے رہ جائے ہمارے ہاں عشر ہے، تو ان حضرات کے ہاں نظام زکوٰۃ ہے۔ جو عموماً زرعی پیداوار پر لگتا ہے۔ گویا عشر کا نام زکوٰۃ رکھ دیا گیا ہے۔ اصطلاحات کا فرق ہے۔ اسی طرح ان حضرات کے ہاں خمس کا نظام ہے۔ کہ جو بھی آمدنی ہو نقدی یا جنس کے ذریعہ یا بزنس کے ذریعہ جس نوعیت سے بھی آمدنی ہو جائے۔ ان کے ہاں اس میں خمس واجب ہے۔ پانچواں حصہ اس سے الگ کر دیا جائے گا۔ یعنی سَو من میں سے وہ بیس من ادا کریں گے۔ ان کے ہاں اس کے مصارف بھی متعین ہیں۔ مثلاً آل رسول ہیں جو خمس کے اولین مستحق ہیں۔ پھر اس کے بعد فقراء و مستحقین ہیں۔

اب اگر ہم سُنیوں پر یہ احکام شریعت نافذ کرتے ہیں تو شیعہ حضرات چاہتے ہیں کہ اگر ہم پر یہ فقہی احکام لاگو نہیں ہو سکتے تو ان کے اپنے جو احکام ہیں مالیات کے ادائیگی کے سلسلہ میں انہیں اُس سے کیوں مستثنیٰ قرار دیا جائے۔؟

موجودہ صورت حال سے کئی خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ ایک تو ملکی یگانگت اور فرقہ وارانہ یکجہتی متاثر ہوتی ہے۔ دنیائے اسلام میں جہاں اسلامی قوانین بھی نافذ ہیں۔ بلکہ دنیا کے کسی ملک میں بھی قوانین کی اس طرح تفریق کی مثال نہیں مل سکتی۔ پرسنل لاء اور احوال شخصیہ کا معاملہ تو الگ ہے۔ مگر جہاں پبلک لاء اور احوال عامہ کا تعلق ہے۔ ان میں کسی طرح کی تفریق اور تقسیم اور استثنیات کی ایسی مثالیں نہیں ہیں جو یہاں قائم کی جارہی ہیں۔ اگر یہ صورتحال قائم رکھی جاتی ہے۔ تو پھر ہم کم از کم یہ تو کر سکتے ہیں کہ ان کے احکام اور مسائل ان پر نافذ کردیں۔

دوسری خرابی اس میں یہ ہے کہ یہاں اہل سنت والجماعۃ جن کی الحمدللہ ملک میں اکثریت ہے مگر دینی حس کمزور ہوتی جارہی ہے، ہر طبقہ میں ہوتے ہیں مسلمانوں میں بھی اور سنیوں میں بھی تو لوگ ذرا سے مالی مفاد کیلئے اس رعایت سے غلط فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مالی مفادات کے لئے دین اور ایمان بیچنا عام طور سے کوئی بات نہیں رہی۔ تو کئی ہمارے سنی حضرات ہوتے ہیں جو فارم ڈیکلیئر کر لیتے ہیں کہ میں شیعہ ہوں تاکہ عشر سے بچ جاؤں زکوٰۃ سے بچ جاؤں جیسے زکوٰۃ کے سلسلہ میں کہا جاتا ہے۔ کہ کچھ لوگوں نے فارم بھر کر دیدیا کہ میں قادیانی ہوں۔ کچھ لوگوں نے رام چند قسم کے نام لکھوا دئے تو یہ کمزوریاں ہیں ہماری۔ تو اس گنجائش سے بھی بہت سے لوگوں کو موقعہ ملے گا کہ وہ جعلی فارم بھر کر اپنے آپ کو شیعہ لکھے گا تو اس بڑی خرابی کا انسداد اس طرح ہو سکتا ہے کہ اگر وہ شیعہ بھی بنتا ہے۔ تو پھر بھی بچتا نہیں جو اسلامی اور شرعی مالیات ہیں وہ اسے پھر بھی ادا کرنے پڑیں گے

اگر سنّی رہتا ہے تو پھر بھی نہیں بچتا۔ تو اس تبدیلیٔ مذہب ومسلک کی نوبت نہ آئے گی۔ تو غلط فارم بھرنے کا راستہ بند کر دیا جائے۔ اور اگر بالفرض ایسا ہے بھی اور اسی حالت پہ یہ نظام قائم رہتا ہے۔ تو پھر واضح قوانین ہونے چاہئیں کہ اگر کسی نے جعلی طور پہ فارم بھر دیا اور ثابت ہوا کہ اس نے غلط بیانی سے کام لیا ہے، ہے تو سنّی مگر عشر و زکوٰۃ سے بچنے کے لئے شیعہ لکھوایا ہے تو اس کے لئے سخت ترین سزائیں بھی ہونی چاہئیں ایسی تبدیلیٔ مذہب ومسلک کو الحاد و زندقہ کہتے ہیں کہ شیعہ کسی مصلحت سے اپنے آپ کو سنّی کہے اور سنّی کسی مصلحت سے اپنے آپ کو شیعہ کہے۔ عیسائی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے کسی مصلحت کی وجہ سے اور مسلمان اپنے آپ کو عیسائی کہے کسی مصلحت کی وجہ سے اس کو الحاد اور زندقہ کہتے ہیں۔ تو ہم الحاد اور زندقہ کا دروازہ اپنے ہاتھوں سے کیوں کھولتے ہیں۔

اب ایران میں بھی اسلامی حکومت ہے۔ جسے ہم لوگ اسلامی انقلاب سمجھتے ہیں اور اسکی تحسین کرتے ہیں مگر وہاں بھی کوئی ایسی مثال نہیں ہے۔ کہ پرسنل لاء کے علاوہ بھی زندگی کے تمام شعبوں میں الگ الگ قسم کے قوانین نافذ کئے گئے ہوں ہمارے سنّی بھائی وہاں موجود ہیں مگر وہ ایرانی قوانین کو لبیک کہہ کر تسلیم کر لیتے ہیں۔

بہرحال یہاں ہمارے کئی دوستوں نے جو شیعہ ہیں۔ یہ نصرت علی شاہ صاحب وغیرہ ہیں۔ نے مجھے کہا کہ ہم خمس ادا کرنے کیلئے تیار ہیں۔ دیکھئے اگر ایسا نہ ہوا تو ساری دنیا میں آخر کہا جائے گا کہ ملک میں ایک طبقہ ایسا تھا کہ جو بھی اسلام کے سلسلہ میں قدم اٹھاتا تھا تو وہ اس کے ساتھ نہیں چلتا تھا۔ نظام مالیات میں وہ زکوٰۃ سے کٹ گئے نظام عشر میں عشر سے کٹے آگے اور بھی کئی ایسی صورتیں آئیں گی۔ تو یہ نہ خود ان کے حق میں بہتر ہوگا نہ ہمارے حق میں۔ تو جرأتمندانہ اقدام ہو تو کچھ نہیں ہوگا۔ خود معتدل شیعہ حضرات نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے۔ کچھ نہ کچھ ہنگامہ تو ہر معاملہ میں سیاسی طالع آزما کھڑا کر دیتے ہیں۔ جو ہمارے ہاں بھی ہیں اور شیعہ حضرات میں بھی ہیں۔ بہرحال عشر کا یہ نظام صحیح اور جامع شکل میں نافذ کر دیا جائے۔ تو اس میں اللہ تعالیٰ کی مدد ہماری شامل حال ہوگی۔

اسلامی نظام اور سودی معیشت

دوسری گذارش جسکی طرف اور بھی کئی دوستوں نے توجہ دلائی ہے کہ اسلامی معیشت کا بنیادی وار و مدار جس پہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور برکات موقوف ہیں وہ سودی معیشت سے اپنے معاشی نظام کو بالکل پاک کرنا ہے۔ اب ہم نے اگر عشر نافذ کر بھی دیا ہے۔ اور عشر کے ساتھ زرعی قرضے بھی چل رہے ہوں۔ جو سود پہ دئے جائیں۔ زرعی ٹیکسوں کا سودی نظام بھی ہو جیسا کہ کہا جا رہا ہے۔ کہ ۹ ٪ سود لیتے ہیں اور ڈھائی فیصد زکوٰۃ دے دیتے ہیں۔ وہاں بھی یہ چیز موجود ہے۔ کہ زکوٰۃ اور سود خلط ملط ہے۔ تو یہاں بھی جب عشر کا نظام نافذ ہوتا ہے تو تمام زراعتی لین دین اور قرضے سود سے